کلامِ فیض میں وقوع پذیر عروضی تسامحات (نوعیت و حقیقت)

عبدالشکور شاکر
اسسٹنٹ پروفیسر اُردو
گورنمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ

PROSODIC ERRORS IN VERSE OF FAIZ

Abdul Shakoor Shakir
Assistant Professor of Urdu
Govt. College, Satellite Town, Gujranwala

Abstract

Faiz Ahmad Faiz is one of the great name of Modern Urdu Verse. He is also considered a revolutionary poet. He penned a number of anthologies and got appreciated in his life time. He is widely appreciated for his revolutionary views and innovative poetry. Yet some critics also point out some prosodic errors in his poetry. The article establishes that the errors found in verse of Faiz though negligible, are the results of compositor. The value of his poetry cannot be undermined for such errors whose responsibility lies on the shoulders of compositor and not on Faiz .

Keywords:

Meer Taqi Meer, Allama Iqbal, Hasrat Mohani, Faiz Ahmad Faiz, Criticism, Urdu poetry, Urdu prosody

کسی زمانے میں ایک رسم چل پڑی تھی کہ فیض احمد فیضؔ کو اُن کے ترقی پسند ہونے کی وجہ سے (نظریاتی طور پر) مطعون کیا جائے اور اُن کی بڑی شاعری کو فکری و فنی اعتبار سے ہدفِ تنقید بنایا جائے۔ یہاں تنقید کے بجائے تنقیص کے لفظ کا استعمال زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ تنقید کسی فن پارے کے حسن و قبح اور کھرے کھوٹے کو منصفانہ جانچنے اور ادب میں اس کا موزوں مقام متعین کرنے کا کام ہے۔ مگر جب تنقید میں اعتدال کے بجائے شدت آجائے اور عدل و انصاف کی بجائے تعصب راہ پا جائے تو اُسے تنقید کی جگہ تنقیص کہنا مناسب ہوگا۔ تنقیص آسان کام ہے جب کہ کسی کامل و اکمل فن پارے کی تخلیق بے حد مشکل اور محنت طلب کام ہے۔ دُنیا کا کوئی بھی ادیب یا شاعر کامل ہو سکتا ہے نہ اس کی شاعری ہی حرفِ آخر اور اکملیت کی مظہر ہو سکتی ہے۔ اِس حقیقت کے باوجود کلامِ فیضؔ کو جہاں بہت عوامی پذیرائی ملی، وہاں متعدد نقائص بھی نکالے گئے۔ مگر نقائص نکال کر زیادہ وضاحت کی گئی نہ اپنے موقف کی تائید میں کوئی سند ہی دی گئی۔

اس بات کی نشان دہی ضروری ہے کہ متعدد عروضی تسامحات فیضؔ سے سرزد نہیں ہوئے بلکہ وہ اول کاتب کی غلطی تھے اور بعداً کمپوزری۔ بعض اغلاط کاتب اور کمپوزر دونوں کے اجتہادِ فکر کا نتیجہ ہیں۔ مثلاً:

(نظم: خدا وہ وقت نہ لائے؛ نقشِ فریادی: ص ۸)

ع غموں سے آئینۂ دل گداز ہو تیرا (۱) (غموں سے آبجہِ دل گداز ہو تیرا)

یا "شامِ شہر یاراں" میں شامل غزل کا مقطع:

وہ حیلہ گر جو وفا جو بھی ہے جفا خو بھی
کیا بھی فیضؔ تو <u>کسی</u> بت سے دوستانہ کیا
(کیا بھی فیضؔ تو کس بت سے دوستانہ کیا)۔ (۲)

(نظم: انتظار؛ نقشِ فریادی: ص ۳۲)

ع غلط ہے دعویِ صبر و شکیب، آجاؤ

بعض لوگ مذکورہ مصرع میں "دعویِ صبر و شکیب" ترکیب میں لفظ "دعویٰ" کی بندش کو، جو بطور مضاف آیا ہے، غلط قرار دیتے ہیں لیکن واضح رہے کہ اکثر اساتذہ نے لفظ "دعویٰ" اکثر جگہ بطور مضاف "دعوِیٔ" ہی استعمال کیا ہے، مثلاً:

دعوی عشقِ زہر بوالہوسی می آید
دست بہ سر زدن از ہر مگسی می آید(۳)

پیش ازیں من دعویِ پرہیزگاری کردمی
باز می گویم کہ ہر دعوی کہ کردم باطل ست (۴)
چمن میں گُل نے جو کل دعویِ جمال کیا
جمالِ یار نے منہ اُس کا خوب لال کیا(۵)

نظم: سامنا: نقشِ فریادی: ص ۳۵

چھپتی ہوئی نظروں سے جذبات کی دنیائیں
بے خوابیاں، افسانے، تمنائیں

اساتذہ کا یہ طے شدہ اُصول ہے کہ حروفِ علت (الف، و، ی) کے بعد اگر نونِ غنہ آ جائے تو اُن کا اسقاط نہیں ہونا چاہیے۔ایک بڑے شاعر سے ایسی توقع نہیں کی جا سکتی۔

جس طرح شاعر کے لیے الفاظ کے صحیح تلفظ یا ہجاؤں سے مکمل آگہی لازم ہے، اُسی طرح قاری کے لیے بھی واقفیت ضروری ہے۔ایک فاضل دوست نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ دیکھیں فیضؔ نے اپنی مشہور نظم میں یہ لفظ غلط استعمال کیا ہے:

ع ان گنت صدیوں کے تاریک بہیمانہ طلسم (نقشِ فریادی: ص ۵۴)

اُن سے عرض کی گئی کہ ترکیب 'اُن گِنت' نہیں بلکہ 'ان گنت' ہے۔اِسے صحیح ادا کرو گے تو شعر از خود وزن میں آ جائے گا۔

یائے صفتی اور یائے نسبتی کا اسقاط بہر صورت نا روا ہے۔اساتذہ کے نزدیک اِن کا اسقاط معیوب ہے اور شاعر پر اِس سے گریز لازم ہے:

(نظم: مرے ہمدم مرے دوست: دستِ صبا: ص ۱۷)

تیری پیشانی سے ڈھل جائیں یہ تذلیل کے داغ

اسی نظم کا ایک اور شعر ہے:

آبشاروں کے بہاروں کے، چمن زاروں کے گیت
آمدِ صبح کے، مہتاب کے سیاروں کے گیت

اس شعر کے دونوں مصرعوں کے قوافی میں 'واوِ معدودہ' گر گئی ہے جو بہت معیوب ہے۔

(نظم: کچھ عشق کیا کچھ کام کیا؛ شامِ شہرِ یاراں: ص ۶۸)

ع یا کام سے عاشقی کرتے تھے

یہاں ''ی'' ساقط ہے؛ اسی نظم میں ایک مصرع میں ایک اور سہو ہوا ہے:

کام عشق کے آڑے آتا رہا
اور عشق سے کام الجھتا رہا

اِس شعر میں جہاں 'الف' ساقط ہوا جو اُردو شاعری میں معمولی سی بات متصور ہوتی ہے مگر معمولی نہیں، وہاں 'عشق' کی 'ع' کو 'الفِ وصل' کی طرح جان کر 'کام' کی 'م' میں مدغم کر دیا گیا ہے جو روا نہیں ہے۔ بعض علما کا کہنا ہے کہ عربی میں 'الف' اور 'عین' کی آواز الگ الگ ہے لیکن اُردو میں دونوں کی آواز یکساں ہے سو شاعر کو جواز ملنا چاہیے۔ راقم کا بھی یہی نقطۂ نظر ہے لیکن اساتذہ اِسے نہیں مانتے اور 'الف' کی طرح 'ح' اور 'ع' کے وصل کو نا روا قرار دیتے اور اس کے احتراز پر زور دیتے ہیں۔ (۲)

ایک اور مثال: قطعہ: سرِ وادیِ سینا: ص ۴۲

ع دیوارِ شب اور عکسِ رُخِ یار سامنے

یہاں بھی ''عکس'' کی 'عین' کو حرفِ عطف 'ور' کی 'را' میں ملا دیا گیا ہے۔

نظم: میں تیرے سپنے دیکھوں؛ سرِ وادیِ سینا: ص ۹۵

اِس نظم کے تمام اشعار میں وزن ایک سا نہیں ہے۔ اس نظم کے ابتدائی اشعار کا وزن اور ہے اور آخری شعروں کا وزن اور ہے جس میں بحرِ متدارک مخبون و مقطوع کا اجتماع ہے۔

برکھا برسے چھت پر، میں تیرے سپنے دیکھوں
برف گرے پربت پر، میں تیرے سپنے دیکھوں
(فعلن فعلن فعلن، فعلن فعلن فعلن فع)

صبح کی نیل پری آ، میں تیرے سپنے دیکھوں

مصدر 'آنا' سے فعل امر 'آ' کو کمپوزر نے حذف کردیا ہے۔اس نے مصرعے میں ایک سبب خفیف کے اسقاط سے خلا پیدا کر کے اِسے ساقط الوزن کردیا

نظم: "اے شام مہرباں ہو"؛شام شہرِ یاراں،ص ۴۵، ۴۶

اس نظم میں متعدد اوزان استعمال ہوئے ہیں؛اولاً بحر مضارع اخرب کا وزن "مفعول فاعلاتن" استعمال کیا گیا اور اس کا اگلا مصرع اِسی وزن میں ہے:

'کچھ ہم پہ مہرباں ہو'میں 'کچھ' کا لفظ کمپوزر،کھا گیا جب کہ دوسرا مستعمل وزن بحرِ جمیل مربع اخرم سالم الآخر کا ہے۔

ع آج تن پر دھنک کی صورت (فاعلاتن مفاعلاتن)

دوزخی دوپہر ستم کی ____ بے سبب ستم کی....

یہ اور دیگر مصرعے ساقط الاوزان ہیں۔

(نظم: نذرِ حسرت موہانی؛غبارِ ایام،ص ۲۲

ع یہ فقرِ دلِ زار کا عوضانہ بہت ہے

'عوضانہ' عوض سے 'انہ' لاحقہ نسبت لگا کر بنایا گیا ہے،یہاں اس لفظ کی "واؤ" ساکن ہوگئی ہے،لیکن یہ کوئی اتنی بڑی غلطی نہیں جس سے صرفِ نظر نہ کیا جا سکے۔

قطعہ:غبارِ ایام؛ص ۲۷

شام دھندلانے لگی اور مری تنہائی

دل میں پتھر کی طرح بیٹھ گئی......

واضح ہو کہ اس قطعہ کا پہلا،تیسرا اور چوتھا مصرع 'بحرِ رمل مثمن مخبون محذوف' میں ہے جب کہ دوسرے مصرعے میں ایک رُکن 'فعِلاتن' کم ہے۔قیاس ہے کہ فیض نے ایسا دانستہ کیا ہے تاکہ بھرتی کے الفاظ استعمال میں نہ آئیں،گویا یہ اُن کا قطعہ میں اجتہاد ہے۔

نظم:وَ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ؛مرے دل مرے مسافر،ص ۴۸

ع وہ دن کہ جس کا وعدہ ہے

میں حرفِ بیان 'کہ' میں 'ہائے مختفی' حرف برائے املا ہے،جس کی کوئی آواز نہیں۔دراصل یہ حرف "کِ" ہے مگر

جب اِسے اکیلا نہیں لکھا جاتا اور اس کے ساتھ ہائے مختفی بھی لگا دی جاتی ہے تو اِسے ہائے ملفوظی کی آواز اور جگہ دینا غلط ہے۔کیا عجب ہے کہ یہ مصرع اوّلاً یوں ہو

ع وہ روز کہ جس کا وعدہ ہے

دو نظمیں: شاعر لوگ، مرے دل مرے مسافر: ص ۲۰

ع ہر اک دور میں ہم ہر زمانے میں ہم

یہ اولاً کاتب کی غلطی ہے اور بعداً کمپوزر کی۔یہ مصرع دراصل یوں ہے:

ع ہم ہر اک دور میں، ہر زمانے میں ہم

نظم: پھول مرجھا گئے: مرے دل مرے مسافر: ص ۹

پھول مرجھا گئے ہیں سارے [بحرِ جمیل مربع اخرم: فاعلاتن مفاعلاتن]
تھمتے نہیں آسماں کے آنسو

دوسرا مصرع اولاً کاتب نے اور بعداً کمپوزر نے بے وزن کیا ہے جو دراصل یوں ہوگا:

ع تھمتے ہیں آسماں کے آنسو؟

حرفِ استفہام کے استعمال کے بغیر اس میں استفہامِ انکاری ہے۔لازم نہیں کہ شعر میں حروف استفہام کا استعمال کیا جائے؛ بعض اوقات محض لہجے اور پیرائے سے استفہام پیدا کیا جاتا ہے۔یہ کوئی اچنبھا نہیں۔قیاس ہے کہ اگر یہ مصرع یوں نہیں تو یوں ہوگا:

ع بہتے ہیں آسماں کے آنسو (فاعلاتن مفاعلاتن)

اسی مجموعے میں صفحہ ۳۶ پر ایک نظم بعنوان: "ہم تو مجبورِ وفا ہیں" شامل ہے جو چار بندوں پر مشتمل ہے؛ پہلے دو (۲) اور چوتھا بند بحرِ رمل مثمن مخبون محذوف میں جب کہ تیسرا بند بحرِ مجتث مثمن مخبون محذوف میں ہے۔دوسرے بند کا چوتھا مصرع ہے:

ع خواب کتنے تری شہراہوں پہ سنگسار ہوئے

اس مصرعے میں جہاں 'شہراہوں' کی 'واؤ' ساقط ہو گئی ہے وہاں لفظ 'سنگسار' کا استعمال بھی درست نہیں، یہ لفظ بروزن 'سرشار' باندھا گیا ہے۔اِس کا اصل وزن 'شاخسار' یا 'رستگار' ہے لیکن ایسی غلطیاں دیگر بڑے شعرا سے بھی سرزد ہوئی ہیں؛ جیسا کہ

ؒ طارق چو بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت (اقبال، نظم: الملک للہ از پیامِ مشرق)

قطعہ: غبارِ ایام؛ ص ۳۱

ؒ ملول تھا دلِ آئنہ ہر خراش کے بعد

یہ مصرع بھی کمپوزر نے اپنی لیاقت کی بھینٹ چڑھلیا ہے۔ یہ مصرع یوں ہے:

ؒ ملول تھا دلِ آئینہ ہر خراش کے بعد

نظم: شامِ غربت؛ غبارِ ایام؛ ص ۳۵

ؒ وشت میں سوختہ سامانوں پہ رات آئی ہے

اِس نظم کے پہلے چاروں مصرعوں میں 'واؤ' ساقط ہو گئی ہے۔ واضح ہو کہ نونِ غنہ سے پہلے 'الف' آئے یا 'واؤ' یا 'ی'؛ کسی بھی حرفِ علّت کا اسقاط نا روا متصور ہوتا ہے۔ نکاتِ سخن (ص ۱۲۶) میں مولانا حسرت موہانی نے تقصیرِ 'الف' کو معیوب قرار دیا ہے۔ (۷)

اِسی مجموعے کے آخری صفحے پر فارسی نعت ہے، اس پر بھی کمپوزر نے اپنی مہربانی فرمائی ہے اور ایک خوب صورت نعت کو داغ دار کرنے کی کوشش کی ہے۔

آتش فشاں زقہر و ملامت زبانِ شیخ

از اشک تر زِ دردِ غریبانِ ردائے تو

ؒ از اشک تر زِ دردِ غریباں، ردائے تو

کلامِ فیض میں چند اور بھی تسامحات ہو سکتے ہیں لیکن اِن کی تعداد کثیر نہیں بہت قلیل ہے اور ان کی نوعیت معمولی ہے، سو ان سے بآسانی قطع نظر کیا جا سکتا ہے۔ حاصلِ کلام یہ کہ یہ چھوٹی چھوٹی لغزشیں فیض کی شاعرانہ عظمت میں کسی کمی کا باعث نہیں۔ اُن کی شاعری بہت بڑی ہے اور یہ تسامحات اس کی قدر گھٹانے میں کوئی وقعت نہیں رکھتے۔

☆☆☆☆☆

حوالہ جات

(۱) یہ مصرع ''نقشِ فریادی'' کی اشاعت اول و دوم میں بھی اسی طرح درج ہے۔ اُنظر: نقشِ فریادی، لاہور: مکتبہ اُردو، طبع ثانی، ۱۹۴۳ء، ص ۲۰

(۲) فیض، شامِ شہر یاراں، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، بار اوّل، اگست ۱۹۷۸ء، ص ۷۳

(۳) صائب، مرزا، غزلیاتِ صائب، گنجور، غزل شمارہ ۳۶۲۳ http's://ganjoor.net

(۴) سعدی، شیخ، غزلیاتِ سعدی، ایران: کتاب خانۂ اُمید ایران، ص ۳۴

(۵) میر، دیوانِ میر (انتخاب: معراج نقی)، لاہور: خیام پبلشرز، ۱۹۸۳ء، ص ۱۷

(۶) حسرت موہانی، نکاتِ سخن، لاہور: الفیصل ناشران، اُردو بازار، ۲۰۱۴ء، ص ۱۵۸

(۷) ایضاً، ایضاً، ص ۱۲۲ و ۱۲۶؛ نیز عشرت لکھنوی، خواجہ عبدالروف، شاعری کی پہلی کتاب، لکھنو: نامی پریس، س ن، ص ۲۲

❁❁❁